بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّ حۡمٰنِ الرَّ حِیۡمِ   نَحۡمَدُهٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِهِ الۡکَرِیۡمِ   وَعَلٰی عَبۡدِهِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡد

فیج اعوج (کجرو جماعت) سے کیا مراد ہے۔؟

’’عَنۡ جَعۡفَرٍؓ عَنۡ اَبِیۡهِ عَنۡ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ ﷺ ۔۔۔ کَیۡفَ تَهۡلِكُ اُمَّةٌ اَنَا اَوَّلُهَا وَالۡمَهۡدِیُّ وَسُطُهَا وَالۡمَسِیۡحُ اٰخِرُهَا وَلٰکِنۡ بَیۡنَ ذَالِكَ فَیۡجٌ اَعۡوَجُ لَیۡسُوۡا مِنِّیۡ وَلَااَنَا مِنۡهُمۡ۔ رواہ رزین۔‘‘(مشکوۃ شریف جلد۳صفحہ۲۹۳) ترجمہ۔جعفرؓ اپنے والد سے انہوں نے اپنے دادا (حضرت امام حسینؓ۔ناقل) سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔۔۔۔وہ اُمت کیسے ہلاک ہو جس کے اوّل میں، میں ہوں، مہدی اُسکے وسط میں اور مسیح اُسکے آخر میں ہے۔لیکن اِسکے درمیان ایک کجرو جماعت ہوگی اِنکا میرے ساتھ کوئی تعلق نہیں اور میرا اِنکے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔

عزیزم ظہور احمد صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاۃ۔

اُمید ہے آپ بمعہ اہل وعیال بخیریت ہونگے آمین۔مورخہ ۲جنوری ۲۰۱۱ء کو آپ کی ای میل موصول ہوئی تھی۔نئے سال میں آپ نے ہمارے لیے جونیک تمناؤں کا اِظہار فرمایا ہے۔خاکسار اس کیلئے آپکا تہ دل سے مشکور ہے۔میں بھی دعا گوہوں کہ اللہ تعالیٰ نئے سال کو آپ اور آپکی فیملی کیلئے ہر لحاظ سے مبارک بنادے۔آپ سب کی صحت اور آپکے کاروبار میں بدرجہ اتم برکت ڈال دے آمین۔آپکی زوجہ محترمہ کے دونوں سوالوں کے جوابات درج ذیل ہیں۔

Question No 1

How would you differentiate between 2 people who are both claiming to be from God as to which one is telling the truth and which one is making it up?

دو(۲) لوگوں میں سے جوخدا کی طرف سے ہونے کا دعویٰ کررہے ہوں تم (ان میں سے) سچے اور جھوٹے کے درمیان کس طرح فرق کرسکتے ہیں۔؟

الجواب۔واضح ہو کہ اُمت محمدیہ میں اگر کسی پیشگوئی کے مصداق ہونے کا دو(۲) اشخاص دعویٰ کررہے ہوں تو اُن میں سے سچے اور جھوٹے کا فرق کرنے کیلئے ہمارے پاس اللہ تعالیٰ کی کامل کتاب یعنی قرآن کریم ہے جس کے متعلق وہ فرماتا ہے۔ذَلِكَ الۡكِتَابُ لَا رَيۡبَ فِيۡهِ هُدًى لِّلۡمُتَّقِيۡنَ (بقرہ۔۳) یہی کامل کتاب ہے اِس میں کوئی شک نہیں، متقیوں کوہدایت دینے والی ہے۔ایک دوسری جگہ پر اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کو’’فرقان‘‘ بھی قرار دیا ہے یعنی حق اور باطل میں فرق کرنے والی کتاب۔وہ فرماتا ہے۔تَبَارَكَ الَّذِيۡ نَزَّلَ الۡفُرۡقَانَ عَلَى عَبۡدِهٖ لِيَكُوۡنَ لِلۡعَالَمِيۡنَ نَذِيۡرًا (فرقان۔۲) وہ ذات بڑی برکت والی ہے جس نے فرقان اپنے بندے پر اُتارا ہے تاکہ وہ سب جہانوں کیلئے ہوشیار کرنیوالا بنے۔ واضح رہے کہ جس دعویٰ کی تکذیب قرآن کریم کرے تو ایک مسلمان کو چاہیے کہ وہ بھی اُسکی تکذیب کردے اور جس مدعی کی تصدیق قرآن کریم کرے تو مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ بھی اُسکی تصدیق کریں۔آپکے سوال کا مختصر جواب تو متذکرہ بالا الفاظ میں آچکا ہے لیکن خاکسار سوال کنندہ کے اطمینان قلب کیلئے اپنے جواب کی تشریح میں چند مثالیں پیش کرتا ہے۔

اُمت محمدیہ سے ایک مثال (۱) ہمیں معلوم ہے کہ اُمت محمدیہ میں آنحضرت ﷺ کی طرف سے نزول مسیح ابن مریم کی پیشگوئی موجود ہے۔اب اگر اُمت محمدیہ میں دو اشخاص نے آنحضرت ﷺ کی اس پیشگوئی کے مصداق ہونے کا دعویٰ کیا ہو۔ایک مدعی کا دعویٰ ہو کہ میں وہی موسوی مریم کا بیٹا ہوں جس کا نام اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں مسیح عیسیٰ ابن مریم رکھا تھا۔مجھے ہی دو(۲) ہزار سال پہلے یہودیوں نے صلیب پر چڑھایا تھا۔لیکن اللہ تعالیٰ نے (جیسا کہ مسلمانوں کا عقیدہ ہے) مجھے بجسم عنصری زندہ آسمان پر اُٹھالیا تھا۔اب میں وہی مسیح ابن مریم حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق آسمان سے نازل ہوا ہوں۔اور اِتفاقاً اس مدعی کو ایسے حالات بھی میسر آگئے ہوں جن کی وجہ سے اُس نے حدیث میں مسیح ابن مریم کے مذکورہ کارنامے بھی سرانجام دے دیئے ہوں۔

(۲) برخلاف پہلے مدعی کے ایک دوسرا مدعی ہو جس نے یہ دعویٰ کیا ہو کہ حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق نازل ہونے والا مسیح ابن مریم (مسیح موعود) اُمت محمدیہ میں سے ہی ایک فرد ہوگا جو کہ سابقہ موسوی مسیح ابن مریم کی خوبو کے مطابق نازل ہوگا اور اسی مشابہت کی وجہ سے آنحضرت ﷺ نے اُسے مسیح ابن مریم قرار دیا ہے۔جبکہ سابقہ مسیح ابن

مریم آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی کا مصداق نہیں ہے بلکہ وہ تو دیگر انبیاء کی طرح فوت ہو چکا ہے۔ جب ہم ایسے دونوں مدعیوں کا قرآن کریم کی روشنی میں جائزہ لیں گے تو قرآن کریم حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام کو وفات شدہ قرار دے کر اُس مدعی کو باطل قرار دے دیگا جس نے یہ دعویٰ کیا ہو کہ وہ وہی مسیح عیسیٰ ابن مریم ہے جو کہ حضرت مریم علیہ السلام کے گھر میں بن باپ پیدا ہوا تھا اور جس پر انجیل نازل ہوئی تھی۔ اور دوسرا مدعی جس نے یہ دعویٰ کیا ہو کہ آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق آنیوالا مسیح ابن مریم اُمت محمدیہ کا ہی فرد ہوگا اور اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے مطابق وہ مسیح موعود مجھے بنایا ہے۔ ایسے مدعی کا دعویٰ چونکہ قرآن کریم کے عین مطابق ہوگا لہٰذا یہ نہ صرف قابل غور ہوگا بلکہ اس میں وزن بھی ہوگا۔ اِن مثالوں سے یہ واضح ہوگیا کہ حق اور باطل کا فرق چونکہ فرقان یعنی قرآن کریم کر دیتا ہے لہٰذا ہمارے لیے ضروری ہوا کہ ہم سچے اور جھوٹے مدعی کی پہچان قرآن کریم کے ذریعہ کرلیں۔ قرآن کریم چونکہ حق اور باطل میں فرق کرتا ہے لہٰذا صادق اور کاذب میں فرق کرنے کیلئے قرآن کریم ہی اصل معیار ہے۔

جماعت احمدیہ سے ایک مثال ۔ جماعت احمدیہ میں اگر کوئی اِلہامی پیشگوئی موجود ہو۔ مثلاً ہم یہاں ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی کی مثال لیتے ہیں۔ اب اگر جماعت احمدیہ میں ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی کے مصداق ہونے کے دو (۲) دعویدار کھڑے ہو جائیں تو اِن میں سے سچے اور جھوٹے کی پہچان کیسے ہوگی۔؟ اس سوال کا پھر مختصر جواب یہی ہے کہ حضرت بانئے جماعت علیہ السلام کی کسی اِلہامی پیشگوئی کے ضمن میں ہمیں دونوں دعاوی کو قرآن کریم اور اِلہامی پیشگوئی کے سلسلہ میں مبشر اِلہامات کی روشنی میں پرکھنا ہوگا۔ وضاحت کی خاطر خاکسار یہاں اِسکی کچھ تفصیل بیان کرتا ہے۔ متذکرہ بالا اِلہامی پیشگوئی کے سلسلہ میں واضح رہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کو اس پیشگوئی میں دو (۲) وجودوں کی بشارت بخشی تھی۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

''سو تجھے بشارت ہو۔ کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔۔۔۔''

مزید برآں اللہ تعالیٰ نے اِلہامی پیشگوئی میں لڑکے کے متعلق تو یہ وضاحت فرمادی کہ

''وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت ونسل ہوگا۔۔۔۔''

لیکن زکی غلام کے متعلق کچھ نہیں فرمایا کہ یہ زکی غلام کون ہوگا۔؟ زکی غلام کے متعلق مبشر کلام اِلٰہی پر یکجائی نظر ڈالنے سے اتنا ضرور پتہ چلتا ہے کہ یہ زکی غلام حضورؑ کا کوئی جسمانی لڑکا نہیں ہے۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ ہمیں یہ کس طرح پتہ چلا ہے۔؟ جواباً عرض ہے کہ زکی غلام کے متعلق مبشر اِلہامات کا سلسلہ حضورؑ کے کسی لڑکے کی پیدائش کے بعد منقطع نہیں ہوا بلکہ حضورؑ کی نرینہ اولاد کے انقطاع کے بعد بھی آپکی وفات تک جاری رہتا ہے۔ اور اِس سلسلہ کا آخری مبشر اِلہام ۶۔ ۷ نومبر ۱۹۰۷ء کو نازل ہوا۔ قرآن کریم ہمیں خبر دیتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی نبی یا ولی کو کسی غلام کی بشارت دیتا ہے تو بشارت کے وقت وہ غلام پیدا ہوا نہیں ہوتا بلکہ بشارت کے بعد پیدا ہوتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کی اس سنت کی روشنی میں ہم زکی غلام کے متعلق مبشر اِلہامات کا جائزہ لیتے ہیں تو یہ مبشر اِلہامات ہمیں بتاتے ہیں کہ زکی غلام جسے حضورؑ نے مصلح موعود قرار دیا تھا نے اپنی آخری بشارت یعنی ۶۔ ۷ نومبر ۱۹۰۷ء کے بعد پیدا ہونا ہے۔ اس طرح قرآن کریم اور مبشر اِلہامات ہم پر بخوبی واضح کر دیتے ہیں کہ ۶۔ ۷ نومبر ۱۹۰۷ء سے پہلے پیدا ہونے والا کوئی بھی مدعی (خواہ وہ حضورؑ کا کوئی لڑکا ہو یا آپکی روحانی اولاد یعنی جماعت میں سے کوئی اور وجود ہو) زکی غلام یعنی مصلح موعود نہیں ہوسکتا۔ مبشر اِلہامات سے ہمیں یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں لڑکے کے متعلق یہ وضاحت فرمائی ہے کہ ''وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت ونسل ہوگا''۔ زکی غلام کے متعلق اللہ تعالیٰ نے ایسی کوئی وضاحت نہیں فرمائی کہ وہ کون ہوگا۔؟ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس طرح لڑکے کے متعلق یہ فرما کر کہ ''وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت ونسل ہوگا'' اپنے آپ کو پابند کرلیا تھا کہ وہ ہر حال میں لڑکے کی پیشگوئی کو اپنے برگزیدہ بندے کی نرینہ اولاد میں ہی پورا کرے گا۔ زکی غلام کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے اس قسم کی کوئی پابندی اپنے آپ پر نہیں لگائی ہے۔ مبشر اِلہامات بتارہے ہیں کہ اب یہ اللہ تعالیٰ کی مرضی ہوگی کہ زکی غلام کو خواہ حضورؑ کی صلب میں یا آپکی ذریت یعنی جماعت میں جہاں وہ چاہے گا پیدا فرمادے گا۔ اِس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جماعت احمدیہ میں ہر وہ مدعی مصلح موعود جو ۶۔ ۷ نومبر ۱۹۰۷ء کے بعد پیدا ہوا ہو اُس کا دعویٰ نہ صرف قابل غور ہوگا بلکہ ایسے دعویٰ میں وزن بھی ہوگا۔ جہاں تک کسی مدعی کے کارناموں کا تعلق ہے تو کارناموں پر نظر ڈالنے سے پہلے یہ دیکھنا ہوگا کہ کوئی مدعی ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی کے دائرہ بشارت میں آتا ہے یا کہ نہیں۔ اگر کوئی مدعی پیشگوئی مصلح موعود کے دائرہ بشارت میں آتا ہو تو پھر وہ اپنی سچائی کے حق میں اگر کوئی ثبوت (کارنامے یا کوئی علمی یا اِلہامی ثبوت وغیرہ) پیش کرے تو وہ ثبوت قابل غور ہوگا بصورت دیگر اس قسم کے ثبوت ہرگز قابل غور نہیں ہونگے۔

Question No 2

Regarding the hadith about The Prophet Muhammad (saw) being in the beginning, The Mahdi being in the middle and The Mesih being in the end, what is meant by the middle and what is meant by

"kojru" jammaat and who are these people and when during this period are they going to be or have been already? I.e. were they between The Holy Prophet (SAW) and The Mahdi or between The Mahdi and Masih. If "wast "means middle then we should expect The Masih to come after 1300 years after the Mahdi. Please shed some light on this.

حدیث جس میں نبی حضرت محمد ﷺ نے فرمایا کہ اوّل میں میں، مہدی وسط میں اور مسیح آخر میں ہوگا۔ حدیث میں وسط سے کیا مراد ہے۔؟ اور کجرو جماعت سے کیا مراد ہے اور یہ لوگ کون ہونگے؟ اور کیا یہ لوگ (کجرو جماعت) نبی پاک ﷺ اور مہدی کے درمیان ہونگے یا کہ مہدی اور مسیح کے درمیان۔؟ اگر ''وسط'' سے مراد درمیان ہے تو کیا ہمیں مہدی کے تیرہ سو سال بعد مسیح کی توقع رکھنی چاہیے۔؟ برائے مہربانی اس پر روشنی ڈالیے۔

وسط سے مراد۔؟

الجواب۔ سوال کا جواب دینے سے پہلے خاکسار سوال سے متعلقہ احادیث کو درج کرنا ضروری سمجھتا ہے۔ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں۔

(۱) ''عَنِ ابْنِ عَبَّاس رَضِيَ اللّٰه عَنْهُ مَرْفُوْ عًاقَالَ لَنْ تَهْلُكَ اُمَّةٌ' اَنَا فِيْ اَوَّ لِهَا وَعِيْسىٰ بْنُ مَرْيَمَ فِيْ اٰخِرِهَا وَالْمِهْدِیُ وَسَطِهَا۔'' (کنز العمال ۲/ ۱۸۷۔ جامع الصغیر ۲/ ۱۰۴ بحوالہ حدیقۃ الصالحین صفحہ ۴۰۲) ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ وہ اُمت ہرگز ہلاک نہیں ہوسکتی جس کے شروع میں، میں اور آخر میں عیسیٰ بن مریم (مسیح موعود) اور درمیان میں مہدی ہونگے۔

(۲) ''عَنْ جَعْفَرٍؓ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَبْشِرُوْا اَبْشِرُوْا اِنَّمَا مَثَلُ اُمَّتِیْ مَثَلُ الْغَيْثِ لَا يُدْرٰی اٰخِرُهٗ خَيْرٌ اَمْ اَوَّلُهٗ اَوْ كَحَدِيْقَةٍ اُطْعِمَ مِنْهَا فَوْجٌ عَامًا ثُمَّ اُطْعِمَ فَوْجٌ عَامًا لَعَلَّ اٰخِرَهَا فَوْجًا اَنْ يَّكُوْنَ اَعْرَضَهَا عَرْضًا وَاَعْمَقَهَا عُمْقًا وَّاَحْسَنَهَا حُسْنًا كَيْفَ تَهْلِكُ اُمَّةٌ اَنَا اَوَّلُهَا وَالْمَهْدِیُّ وَسْطُهَا وَالْمَسِيْحُ اٰخِرُهَا وَلٰكِنْ بَيْنَ ذَالِكَ فَيْجٌ اَعْوَجُ لَيْسُوْا مِنِّیْ وَلَا اَنَا مِنْهُمْ۔ رواه رزين۔'' (مشکوۃ شریف جلد ۳ صفحہ ۲۹۳) ترجمہ۔ جعفرؓ اپنے والد سے انہوں نے اپنے دادا (حضرت امام حسینؓ۔ ناقل) سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم خوش ہوؤ اور خوش ہوؤ۔ میری امت کی مثال بارش کی مانند ہے یہ نہیں جانا جاتا اس کا اوّل بہتر ہے یا آخر یا اس کی مثال باغ کی مانند ہے۔ اس سے ایک سال تک ایک فوج کھلائی گئی پھر ایک فوج ایک دوسرے سال کھلائی گئی شاید کہ جب دوسری فوج کھائے وہ بہت چوڑا اور بہت گہرا اور بہت اچھا بن جائے۔ وہ اُمت کیسے ہلاک ہو جس کے اوّل میں، میں ہوں، مہدی اُسکے وسط میں اور مسیح اُسکے آخر میں ہے۔ لیکن اِسکے درمیان ایک کجرو جماعت ہوگی اِنکا میرے ساتھ کوئی تعلق نہیں اور میرا اِنکے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔

سوال کا مختصر جواب تو یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کی متذکرہ بالا احادیث میں ''وسط'' اور ''آخر'' کی اصلاحوں کو وقت یعنی زمانے کیساتھ معین (fix) نہیں کیا جاسکتا اور اگر ہم ایسا کریں گے تو یہ ہماری غلطی ہوگی۔ آنحضرت ﷺ نے یقیناً یہ الفاظ (وسط اور آخر) مہدی اور مسیح کی بعثت کے نقطہ نظر یا سلسلہ میں ارشاد فرمائے تھے اور اِسکی درج ذیل دو (۲) وجوہات ہیں۔

(۱) حضرت بانئے جماعت علیہ السلام فرماتے ہیں ''اور ساتواں ہزار ہدایت کا ہے جس میں ہم موجود ہیں۔ چونکہ یہ آخری ہزار ہے اس لیے ضرور تھا کہ امام آخرالزماں اِسکے سر پر پیدا ہو۔ اور اِسکے بعد کوئی امام نہیں اور نہ کوئی مسیح مگر وہ جو اس کے لیے بطور ظل کے ہو۔ کیونکہ اس ہزار میں اب دنیا کی عمر کا خاتمہ ہے جس پر تمام نبیوں نے شہادت دی ہے۔ اور یہ امام جو خدا تعالیٰ کی طرف سے مسیح موعود کہلاتا ہے وہ مجدد صدی بھی ہے اور مجدد الف آخر بھی۔'' (لیکچر سیالکوٹ۔ روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۲۰۸)

سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب حضرت مہدی و مسیح موعود علیہ السلام کے بقول دنیا کی عمر ہی سات ہزار برس ہے اور آپکی بعثت کیساتھ ہم اس آخری ہزار سال میں داخل ہو چکے ہیں۔ اب اگر ہم آنحضرت ﷺ کے فرمان کے مطابق ''وسط'' اور ''آخر'' کی اصطلاحوں کا وقت کے لحاظ سے (یہ کہ مہدی چونکہ حضور ﷺ کے تیرہ سو سال بعد ظاہر ہوئے ہیں لہٰذا اِسی طرح مسیح مہدی کے تیرہ سو سال بعد نازل ہوگا) تعین (fix) کریں تو پھر حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے فرمان کے مطابق مسیح موعود کے نزول سے بہت پہلے دنیا کی صف لپیٹ دی جائے گی۔ اس سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی اور حضرت مہدی و مسیح موعود علیہ السلام کی ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی کے مطابق چونکہ قیامت سے پہلے مسیح موعود یعنی غلام مسیح الزماں نے ضرور نازل ہونا ہے لہٰذا ہم آنحضرت ﷺ کی بیان فرمودہ وسط اور آخر کی اصلاحوں کو وقت کے لحاظ سے معین نہیں کرسکتے اور اگر ہم ایسا کریں گے تو یہ ہماری غلطی ہوگی۔

(۲) چونکہ حضرت مہدی و مسیح موعودعلیہ السلام آنحضرتﷺ کے کامل ظل تھے لہٰذا احمدیت بھی اِسی طرح محمدیت کا ظل ہے۔ آنحضرتﷺ کے فرمان کے مطابق جو تجدیدی سلسلہ اُمت محمدیہ میں جاری تھا ظہور مہدی کے بعد یہ تجدیدی سلسلہ احمدیت میں منتقل ہو گیا ہے۔ محمدیت کی طرح اب یہ سلسلہ اِنشاء اللہ تعالیٰ احمدیت میں قیامت تک جاری و ساری رہے گا۔ اِلہامی پیشگوئی مُصلح موعود میں جس زکی غلام کی بشارت دی گئی ہے یہ وہی مسیح ابن مریم ہے جس کے متعلق آنحضرت نے فرمایا تھا کہ وہ آخر میں ہوگا۔ جس طرح اُمت محمدیہ میں بہت سارے مجدد آئے لیکن آنحضرتﷺ نے اس تجدیدی سلسلہ میں دو (۲) یعنی مہدی اور مسیح کو موعود قرار دیا ہے۔ اسی طرح احمدیت میں بہت سارے مجدد آسکتے ہیں لیکن محمدیت کی طرح اس میں بھی ایک مجدد (مُصلح موعود) موعود ہے۔ یہ وہی زکی غلام ہے جس کی بشارت ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی میں دی گئی تھی۔ اب سوال ہے کہ یہ زکی غلام یعنی مسیح ابن مریم کب نازل ہوگا۔؟ واضح ہو کہ احمدیت میں آئندہ صدی ہجری کے سر پر سب سے پہلے یہی زکی غلام نازل ہوگا۔ جب ہم افراد جماعت کی حالت زار کا مشاہدہ کرتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ خدا کے بنائے ہوئے خلیفوں نے تو ماشاء اللہ ایک صدی میں ہی اِن کا بھرکس نکال دیا ہے۔ اب یہ مظلوم احمدی کیا اپنی رہائی کیلئے بارہ (۱۲) سو سال اور انتظار کریں۔؟ نہیں ہرگز نہیں۔ افراد جماعت کی حالت اِس حقیقت کی نشاندہی کر رہی ہے کہ وہ بیچارے خاموشی کیساتھ اپنے نجات دہندہ اور اپنے اَسیروں کو رُستگاری دلانے والے کا بڑی شدت کیساتھ انتظار کر رہے ہیں۔ وہ بڑی بے چینی کیساتھ بلبلا رہے ہیں کہ اے موعود مُصلح اور اے موعود زکی غلام مسیح الزماں!۔۔۔ جلد آ تا کہ ہمیں خدا کے بنائے ہوئے خلیفوں کے چنگل سے رہائی نصیب ہو۔ یادرکھیں کہ اُمت محمدیہ پر تیرہ (۱۳) سو سالوں میں ملوکوں اور بادشاہوں نے اتنا ظلم نہیں کیا تھا جتنا ایک نام نہاد مُصلح اور اُسکے جانشینوں (خدا کے بنائے ہوئے خلیفوں) نے افراد جماعت پر (ایک نظام میں جکڑ کر) ایک صدی میں کر دیا ہے۔؟؟؟

فَیجٌ اَعوَج (کجرو جماعت) سے مراد۔؟

الجواب۔ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ نے ''فیج اعوج'' کی جو تشریح فرمائی ہے اولاً خاکسار اِسے درج کرتا ہے۔ اس ضمن میں حضورؑ فرماتے ہیں۔

''تمام نبیوں کی کتابوں سے اور ایسا ہی قرآن شریف سے بھی یہ معلوم ہوتا ہے کہ خدا نے آدم سے لے کر اخیر تک دنیا کی عمر سات ہزار برس رکھی ہے اور ہدایت اور گمراہی کیلئے ہزار ہزار سال کے دَور مقرر کئے ہیں۔ یعنی ایک وہ دَور ہے جس میں ہدایت کا غلبہ ہوتا ہے اور دوسرا وہ دَور ہے جس میں ضلالت اور گمراہی کا غلبہ ہوتا ہے۔ اور جیسا کہ میں نے بیان کیا خدا تعالیٰ کی کتابوں میں یہ دونوں دَور ہزار ہزار برس پر تقسیم کئے گئے ہیں۔ اوّل دَور ہدایت کے غلبہ کا تھا۔ اِس میں بُت پرستی کا نام و نشان نہ تھا۔ جب یہ ہزار سال ختم ہوا تب دوسرے دَور میں جو ہزار سال کا تھا طرح طرح کی بت پرستیاں دنیا میں شروع ہو گئیں اور شرک کا بازار گرم ہو گیا اور ہر ایک ملک میں بت پرستی نے جگہ لے لی۔ پھر تیسرا دَور جو ہزار سال کا تھا اِس میں توحید کی بنیاد ڈالی گئی اور جس قدر خدا نے چاہا دنیا میں توحید پھیل گئی۔ پھر ہزار چہارم کے دَور میں ضلالت نمودار ہوئی۔ اور اسی ہزار چہارم میں سخت درجہ پر بنی اسرائیل بگڑ گئے۔ اور عیسائی مذہب تخم ریزی کیساتھ ہی خشک ہو گیا۔ اور اُس کا پیدا ہونا اور مرنا گویا ایک ہی وقت میں ہوا۔ پھر ہزار پنجم کا دَور آیا جو ہدایت کا دَور تھا۔ یہ وہ ہزار ہے جس میں ہمارے نبیﷺ مبعوث ہوئے اور خدا تعالیٰ نے آنحضرتﷺ کے ہاتھ پر توحید کو دوبارہ دنیا میں قائم کیا۔ پس آپ کے منجانب اللہ ہونے پر یہی ایک نہایت زبردست دلیل ہے کہ آپ کا ظہور اُس ہزار کے اندر ہوا جو روزِ ازل سے ہدایت کیلئے مقرر تھا۔ اور یہ میں اپنی طرف سے نہیں کہتا بلکہ خدا تعالیٰ کی تمام کتابوں سے یہی نکلتا ہے اور اِسی دلیل سے میرا دعویٰ مسیح موعود ہونے کا بھی ثابت ہوتا ہے کیونکہ اس تقسیم کی رُو سے ہزار ششم ضلالت کا ہزار ہے اور وہ ہزار ہجرت کی تیسری صدی کے بعد شروع ہوتا ہے اور چودھویں صدی کے سر تک ختم ہوتا ہے۔ اِس ششم ہزار کے لوگوں کا نام آنحضرتﷺ نے فیج اعوج رکھا ہے۔'' (ایضاً۔ صفحات ۲۰۷ تا ۲۰۸)

یہ بات کبھی نہیں بھولنی چاہیے کہ لامحدود علم اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ اور چنیدہ بندوں کا علم بھی اُتنا ہی ہوتا ہے جتنا علیم و خبیر ہستی اُنہیں بخشتی ہے۔ جیسے جیسے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے علم میں اضافہ فرماتا ہے ویسے ہی علمی نظریات بھی بدل جایا کرتے ہیں اور یہ کوئی گناہ اور اچنبھے کی بات نہیں۔ خاکسار یہاں اپنے آقا کی ہی مثال پیش کرتا ہے۔ مثلاً۔ حضورؑ نے ۱۹۰۱ء سے پہلے نبوت کے متعلق جس قسم کے عقیدے کا اظہار فرمایا تھا وہ اُس الٰہی علم کی روشنی میں فرمایا تھا جو ۱۹۰۱ء سے پہلے تک آپؑ کو حاصل تھا۔ اسی طرح ۱۹۰۱ء سے لے کر وفات تک آپؑ نے نبوت کے متعلق جس عقیدے کا اظہار فرمایا ہے وہ اُس الٰہی علم کی روشنی میں فرمایا تھا جو اللہ تعالیٰ نے ۱۹۰۱ء میں آپؑ کو عطا فرمایا تھا۔ اور یہ کوئی جائے اعتراض نہیں کیونکہ ''ہرسخن وقتے و ہرنکتہ مقامے دارد''۔ ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ نے اپنے عہد مبارک میں ہمارے آدم کے ششم ہزار کو ''فیج اعوج'' کا زمانہ قرار دیا تھا۔ نومبر ۱۹۰۴ء میں آپؑ نے ''فیج اعوج'' کے متعلق یہ جو فرمایا تھا وہ بلاشبہ اُس وقت تک بالکل درست تھا۔ آج حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے موعود زکی غلام کو اللہ تعالیٰ نے ''فیج اعوج'' کے متعلق جو فہم و فراست عطا فرمائی ہے تو اِس سلسلہ میں گزارش ہے کہ ''فَیجٌ'' کے لغوی معانی لوگوں کی جماعت کے ہیں اور ''اَعوَج'' کے معانی کجی کے ہیں۔ لہٰذا ''فیج اعوج'' سے مراد ایک کجرو جماعت کے ہیں۔ اب سوال ہے کہ آنحضرتﷺ نے اپنے مبارک الفاظ میں کس کو ''فیج اعوج یعنی کجرو جماعت'' قرار دیا تھا۔ جواباً

عرض ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کم وبیش ایک صدی قبل اپنے وعدہ کے موافق حضرت مرزا غلام احمدؑ کو بطور مہدی معہود و مسیح موعود مبعوث فرمایا تھا۔ اپنی بعثت سے بھی پہلے آپؑ نے ایک پاک جماعت کی بنیاد رکھی اور اِس کا نام ''جماعت احمدیہ'' تجویز فرمایا۔ حضورؑ کی بعثت سے پہلے عالم اِسلام بہتر (۷۲) گروپوں میں بٹا ہوا تھا۔ یہ سب گروہوں میں بٹے ہوئے فرقے تھے۔ مثلاً۔ اہل سنت۔ اہل حدیث۔ اہل قرآن اور اہل تشیع وغیرہ وغیرہ۔ خلفائے راشدین کے بعد اِن فرقوں میں سے کوئی بھی فرقہ بااِمام نہیں تھا اور جب تک کسی گروہ یا فرقے کا اِمام نہ ہو ہم اُسے جماعت نہیں کہہ سکتے۔ حضورؑ کی قائم کردہ جماعت احمدیہ آپ کی وفات کے چند سال بعد یعنی ۱۹۱۴ء تک تو صراطِ مستقیم پر گامزن رہی لیکن آپ کی رحلت کے وقت جماعت احمدیہ میں بعض ایسے احباب موجود تھے جنہوں نے بعد ازاں نفسانی خواہشات کی پیروی کرنی تھی ۱۹۱۴ء کے بعد اِن احباب نے اپنے اپنے گروپ بنا لیے۔ دونوں گروپوں کے سرغنہ مرزا بشیر الدین محمود احمد اور مولوی محمد علی صاحب تھے۔ قادیانی گروپ کا سربراہ خلیفۃ المسیح کہلوانے لگا جبکہ لاہوری گروپ کے سربراہ نے اپنے لیے امیر جماعت احمدیہ یا امیر المومنین کی اصطلاح پسند فرمائی۔ جب ہم تقویٰ اور دیانتداری کیساتھ جماعت احمدیہ کے اِن دونوں گروپوں کے عقائد کا جائزہ لیتے ہیں تو ثابت ہوتا ہے کہ یہ دونوں گروپ افراط وتفریط کا شکار ہوئے ہیں۔ یہ دونوں فریق حضرت بانئے سلسلہ عالیہ احمدیہ کے عقائد میں دخل دے کر نعوذ باللہ اپنے اپنے زعم میں آپؑ کے عقائد کو ٹھیک کرتے رہے۔ اِن دونوں گروپوں کے لیڈران نے حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ کی زندگی میں ہی ایک دوسرے کے خلاف برسرِ پیکار ہو کر اپنے اپنے ایجنڈے پر کام کرنا شروع کر دیا تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ اِنہیں اپنی زندگی میں سمجھاتے بجھاتے رہے اور یہ لوگ وقتی طور پر دَب بھی جاتے تھے لیکن حضرت خلیفۃ المسیح کی نصائح کے باوجود یہ لوگ اپنی نفسانی خواہشات سے نجات نہ حاصل کر سکے۔ جماعتی اِفتراق کا آغاز اِس وقت ہوا جب حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ کی وفات کے وقت ایک شخص نے حضرت بانئے جماعتؑ کی مقرر کردہ مجلس اِنتخاب (صدر انجمن احمدیہ) کو یکسر نظرانداز (ignore) کرتے ہوئے نام نہاد انتخاب کا ڈرامہ رچا کر نہایت مکاری کیساتھ خلافت کے نام پر جماعتی قیادت پر قبضہ کر لیا۔ اِس واقعہ سے دل برداشتہ ہو کر اصحاب احمد کی اکثریت قادیان چھوڑ کر لاہور چلی گئی۔ بعد ازاں اِن دونوں گروپوں نے افرادِ جماعت کو اپنی اپنی طرف مائل کرنے کیلئے بانئے سلسلہ اور اسلامی عقائد حقہ میں کمی بیشی کرنی شروع کر دی۔ یہی وہ سنگین غلطیاں اور نفسانی فتور تھے جن کی اصلاح کیلئے جماعت احمدیہ میں پہلے سے ہی ایک مسیحائی نفس وجود کا وعدہ دیا گیا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے اپنے بعد مہدی معہود اور مسیح موعود کا ذکر فرماتے ہوئے یہ جو فرمایا تھا کہ اِسکے درمیان ایک کجرو جماعت ہوگی اِنکا میرے ساتھ کوئی تعلق نہیں اور میرا اِنکے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ میرے دینی فہم کے مطابق اِس کجرو جماعت سے مراد بگڑی ہوئی جماعت احمدیہ ہی ہے جو اولاً دو (۲) دھڑوں میں تقسیم ہوئی اور بعد ازاں کچھ لوگوں نے اِسے کچھ کا کچھ بنا دیا۔ یہ دونوں گروپ اگرچہ اپنے اپنے رنگ میں اللہ اور اُسکے رسول ﷺ اور اُسکے مہدی و مسیح موعود کا نام لیتے ہیں لیکن عملاً اِنہوں نے دنیا کمانے کیلئے حضورؑ کی جماعت کو اپنی اپنی دکانیں بنا رکھا ہے۔ ایسے لوگوں کو ہی کجرو کہا جاتا ہے جو نام تو اللہ اُسکے رسول اور اُسکے مہدی و مسیح کا لیں لیکن اُنکے اعمال اِلٰہی تعلیم کے برخلاف ہوں تبھی آنحضرت ﷺ نے اِنکے متعلق فرمایا ہے کہ اِنکا میرے ساتھ کوئی تعلق نہیں اور میرا اِنکے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ اگر جماعت احمدیہ صراطِ مستقیم پر گامزن رہتی تو اللہ تعالیٰ کو اِسکی اصلاح کیلئے حضرت بانئے جماعت علیہ السلام کو ایک مسیحی نفس وجود اور ایک مصلح موعود کی بشارت دینے کی کیا ضرورت تھی۔؟ اُمید ہے اب آپ کو اِس موعود کجرو جماعت کا علم ہو گیا ہوگا۔ وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلٰغ۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰھُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

خاکسار

عبدالغفار جنبہ/کیل۔ جرمنی

۸ جنوری ۲۰۱۱ء

☆☆☆☆☆☆☆